ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

آزاد جموں و کشمیر کے گجر بکروال قبائل میں عبادات کے معمولات کا جائزہ

A Study of the Religious Practices of the Gujjar Bakarwal Tribes in Azad Jammu and Kashmir

☆Attia Bano

Ph.D Scholar ,Institute of Arabic and Islamic Studies ,Govt.College Women University Sialkot.
attiabano3214@gmail.com

☆☆Dr.Sumera Rabia

Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies,Govt.College Women University Sialkot.
sumera.rabia@gcwus.edu.pk

Abstract

The Gujjar Bakarwal tribes are the pastoral. The Gujjar Bakarwal is a unique and significant ethnic group of Jammu and Kashmir.They are dependent largely on goat,sheep and horse keeping. Nomadic herding and migration to different pastures and mountains. They migrate with their goats, sheep, horses and dogs from lower land to highly hilly areas in the search of green grass meadows for their cattles. They walk on foot per day 20-25 kilometeres and some time above from its. The Gujjar Bakarwal tribes' culture is a unique and vibrant of Islamic traditions ,tribal customs and nomadic practices. Their strong social structure, religious values ,hospitality and resilience have shaped their distinct cultural identity.

***Key Words**: Bakarwal.Nomadic.Meadows.Culture*

تعارف موضوع

دینِ اسلام جو کہ در حقیقت آسمانی ہدایت اور خداوندِ عالی کے فرامین کا مجموعہ ہے، جسے ہم شریعت کا نام دیتے ہیں، ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کا مکمل ضابطۂ حیات ہونا کوئی جدید اصطلاح نہیں ہے، نہ ہی یہ سب تحریکِ تنویر کی طرح ردِ عمل کا سا معاملہ ہے، بلکہ یہ تو خالق کی بسائی ہوئی دنیا میں اسی کے احکامات کے مطابق زندگی کا گزارنا ہے اور یہ نظامِ حیات اتنا ہی قدیم ہے، جتنا کہ یہ عالم جن و انس۔ دراصل اسلام اپنے ماننے والوں سے بغیر کسی قطع و برید کے مکمل شمولیت کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ تقاضا کرنا اس امر کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی ایسا بامعنیٰ پہلو نہیں جس کے متعلق قرآن و حدیث میں اصولی طور پر اور فقہاء کی آراء میں جزوی طور پر اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہو۔ اسی ضابطہ کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اس انداز سے بیان فرماتے ہیں:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً۔“[1]

”اے ایمان والو! دین میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔“

[1] البقرۃ: 208

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

آیتِ مبارکہ کے متعلق علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"یقول تعالی أمرًا عبادَہ المؤمنین بہ المصدِّقین برسولہ: أنْ یأخذوا بجمیع عُرَی الإسلام وشرائعہ، والعمل بجمیع أوامرہ، وترک جمیع زواجرہ ما استطاعوا من ذٰلک۔ "[2]

"اللہ پاک اپنے ان بندوں کو حکم کرتا ہے جو کہ اس کے اس کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے تمام اُصول اور قوانین کو لیا کریں، اور اس کے تمام احکامات پر عمل کریں اور حتیٰ الامکان اسلام کے بتائے ہوئے تمام مناہی سے گریز کریں۔"

اس آیتِ مبارکہ کے علاوہ یہ آیت بھی دین کی کاملیت اور قطعیت پر واضح دلیل ہے :

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔"[3]

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل فرمادیا اور تم پر اپنی نعمت پوری فرمادی اور تمہارے لیے دینِ اسلام پر راضی ہوا۔"

عبادات پنجگانہ کی فرضیت واہمیت:

قرآنِ مجید اور احادیث میں نماز کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے فضائل بیان کئے گئے اور نہ پڑھنے والوں کی مذمت بیان کی گئی ہے چنانچہ سورۂ مومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَۙ(۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ"[4]

ترجمۂ بیشک (وہ) ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں۔

اسی سورت میں ایمان والوں کے مزید اوصاف بیان کرنے کے بعد ان کا ایک وصف یہ بیان فرمایا کہ

" وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ[5] "[6]

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

نماز میں سستی کرنے والوں اور نمازیں ضائع کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْۚ-وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰىۙ-یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا"[7]

ترجمہ: بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے سست ہو کر لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں۔

---

[2] تفسیر ابن کثیر، البقرۃ:۲۰۸

[3] المائدہ:3

[4] المومنون1:2

[6] المومنون : 9

[7] النساء6:142

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

احادیث مبارکہ میں بھی نماز پڑھنے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے جیسا کہ،

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو بھی مسلمان اچھے طریقے سے وُضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر اس طرح دو رکعت نماز پڑھتا ہے کہ اپنے دل اور چہرے سے متوجہ ہو کر یہ دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔[8]

اسی طرح ایک اور حدیث مروی ہے جس میں نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روزے رکھنے زکوۃ ادا کرنے اور گناہ کبیرہ سے بچنے والوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ رضی الله عنهما يَقُوْلَانِ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اِللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم يَوْمًا قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَكَبَّ. فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِي، لَا نَدْرِي عَلٰى مَاذَا حَلَفَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فِي وَجْهِهِ الْبُشْرٰى، فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ إِلاَّ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ. فَقِيْلَ لَهُ: ادْخُلْ بِسَلَامٍ.[9]

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور تین مرتبہ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھکے (یعنی سجدہ ریز ہو گئے)، ہم میں سے بھی ہر شخص جھک کر رونے لگا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس بات پر حلف اُٹھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ انور اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار (نمایاں) تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر پسندیدہ تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: جو شخص پانچ نمازیں پڑھے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچا رہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا: سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

ایک اور حدیث میں پانچوں نمازیں پڑھنے اور رمضان کے روزوں کی ادائیگی بڑے انعام واکرام کا سبب ہے، ارشاد ہوا

---

[8] المسلم ،کتاب طہارۃ مسلم ،کتاب الطهارة، باب الذکر المستحبّ عقب الوضوء، ص۱۴۴، الحدیث :۱۷)۲۳۴

[9] أخرجه النسائي في السنن، کتاب الزكاة، باب وجوب الزکاة، 5/ 8، الرقم/ 2438، وأيضاً في السنن الکبرى، 2/ 5، الرقم/ 2218، وابن خزيمة في الصحيح، 1/ 163، الرقم/ 315، وابن حبان في الصحيح، 5/ 43، الرقم/ 1748، والبيهقي في السنن الکبرى، 1/ 187، الرقم/ 20549.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک، سب درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں بشرطیکہ انسان اس دوران کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔[10]

مزید ارشادات جن میں سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف اوقات کی نمازوں کی ادائیگی پر انعام واکرام کا بیان ہے اور مومنین کے لئے خوشخبری اور بشارت ہے،

امیرُالمؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللّٰہُ عنہ سے روایت ہے: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں۔[11]

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللّٰہُ عنہا سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم جب ظہر سے پہلے چار سنتیں نہ پڑھ پاتے تو انہیں بعد میں)یعنی ظہر کے فرض پڑھنے کے بعد (پڑھ لیا کرتے تھے۔[12] فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم ہے: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کیلئے جنّتِ عدن میں پچاس درجے ہوں گے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا، جتنا ایک سدھایا ہوا)یعنی تربیت یافتہ (تیز رفتار، عمدہ نسل کا گھوڑا پچاس سال میں طے کرتا ہے۔[13] نبیِّ کریم صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کے لئے اس جیسی پچیس نمازوں کا ثواب اور جنّتُ الفردوس میں ستر درجات کی بلندی ہے۔[14]

احادیث مبارکہ میں فرض نمازوں کے ساتھ نوافل کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے جو نہ صرف نیکیوں میں اضافہ کا ذریعہ ہے بلکہ قرب الہی کا وسیلہ بھی ہے۔ ہماری اکثریت نوافل اس لئے چھوڑ دیتی ہے کہ انہیں نہ پڑھنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن یہ محرومی ہے۔ نمازِ ظہر کی سنتیں اور نوافل پڑھنے کی بھی کیا ہی زبردست فضیلت ہے کہ حدیثِ پاک میں فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار)یعنی دو سنت اور دو نفل (پر محافظت کی ، اللہ پاک اس پر)جہنم کی (آگ حرام فرمادے گا۔[15] دین اسلام میں نماز جیسی عبادت کی اہمیت اس قدر بیان ہوئی ہے کہ یہ ایسی عبادت ہے جو کفر اور ایمان میں فرق کی علامت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے،

عن جَابِرٍ رضی الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلَاةِ.[16]

---

[10] مسلم في الصحیح، کتاب الطھارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلی الجمعة ورمضان إلی رمضان مکفرات لما بینھن ما اجتنبت الکبائر، 1/209، الرقم/233.

[11] معجم اوسط،4/386،حدیث:6332

[12] ترمذی،1/435،حدیث:426

[13] شعب الایمان،7/138،حدیث:9761

[14] شعب الایمان،7/138،حدیث:9761

[15] ترمذی،1/436،حدیث:428

[16] أخرجه مسلم في الصحيح، کتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، 1/87، الرقم/(134) 82، وأبو عوانة في المسند، 1/64، الرقم/177، والبيهقي في السنن الکبری، 3/366، الرقم/6289

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک انسان اور (اس کے) کفر و شرک کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے۔

گجر بکروال قبائل کے طرز عمل کا تجزیاتی مطالعہ

گجر بکروال قبائل میں عبادات کی ادائیگی کی صورتحال:

آزاد کشمیر کے گجر بکروال قبائل کی اکثریت مذہب اسلام کی پیروکار ہے، دینی اور مذہبی تعلیم کی حالت خاصی پسماندہ ہے جس کی اہم وجہ ان کی مہاجرت کے ساتھ ساتھ ان کے آباؤ اجداد کی کم علمی بھی ہے مثلاً ان لوگوں کی باقاعدہ کوئی رہائش نہیں ہوتی بلکہ سفر میں اپنے جانوروں کے ساتھ ہوتے ہیں تو ان کے پاس مقیم افراد والی سہولیات کی عدم دستیابی ہوتی ہے جس کی بناء پر یہ دینی عبادات کی پابندی نہیں کر سکتے، پھر بھی جو علم و آگاہی رکھتے ہیں وہ حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ عبادات وغیرہ کے معاملات کو انجام دینے میں پوری پابندی کریں۔ بکروال قبیلہ کے ایک فرد جو اپنے علاوہ دیگر پانچ ڈیروں کے نمائندہ بھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں خود تو نماز پنجگانہ کا پابند ہوں, لیکن خاندان کے زیادہ افراد پابندی میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو نماز کی فرضیت سے ہی لاعلم ہیں۔ جو سفر میں ہوتے ہیں وہ لگاتار سفر طے کرتے ہیں، سفر میں بھیڑ بکریوں کو چرانے اونچے نیچے راستوں ان کی دیکھ بھال وغیرہ اور تھکاوٹ کی وجہ سے اپنی نمازوں کو بروقت ادا نہیں کر سکتے اور نہ ہی قضا نمازوں کے مسائل سے آگاہ ہیں۔ ان کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں کہ وہ بھی دین کے اہم فرائض کی ادائیگی کی اہمیت سے واقف ہو سکیں اور اس پر عمل بھی کریں۔

نماز باجماعت کی صورتحال بھی ناگفتہ بہ ہے اور اس کا اہتمام بھی خال خال ہی نظر آتا ہے۔ البتہ ایسے قبائل جن کا قیام ایسے آباد علاقوں میں ہو جہاں مساجد قریب واقع ہوں تو وہاں جا کر ان کے لئے نماز کی ادائیگی ممکن ہے۔ زیادہ تر بزرگ افراد جو اپنے ڈیروں پر فارغ ہوتے ہیں، نماز کی ادائیگی کی پابندی میں پیش پیش ہوتے ہیں۔[17]

نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ، جس دوسری عبادت کے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے وہ زکوۃ ہے۔

نبی مکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے،

> عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ[18]."

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

---

[17] ذاتی انٹرویو (انٹرویو دہندہ، بکروال قبیلہ کے اہم رہنما ہیں 27 اپریل، 2024)۔

[18] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، الحدیث: ۸، ج ۱، ص ۱۴)

مذکورہ فرمانِ میں نماز کے بعد جس عبادت کا ذکر کیا گیا ہے وہ زکوۃ ہے۔زکوۃ اسلام کا تیسرا رُکن اور مالی عبادت ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کی متعدد آیاتِ مقدسہ میں زکوۃ ادا کرنے والوں کی تعریف و توصیف اور نہ دینے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔زکوۃ کی ادائیگی کے فضائل پانے اور عدمِ ادائیگی کے نقصانات سے بچنے کے لئے زکوٰۃ کے شرعی مسائل کا سیکھنا بے حد ضروری ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں نماز اور زکوۃ کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے۔[19]۔زکوۃ کی ادائیگی کی ترغیب دلانے اور ادانہ کرنے والوں کی وعید و تنبیہ کو بیان کرنے کے لئے نبی مکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے کہ

)مرفوع (حدثنا الحكم بن نافع، اخبرنا شعيب، حدثنا ابو الزناد، ان عبد الرحمن بن هرمز الاعرج قال النبي صلى الله عليه وسلم:" تاتي الإبل على صاحبها على خير ما كانت، إذا هو لم يعط فيها حقها تطؤه باخفافها وتاتي الغنم على صاحبها على خير ما كانت، إذا لم يعط فيها حقها تطؤه باظلافها وتنطحه بقرونها، وقال: ومن حقها ان تحلب على الماء، قال: ولا ياتي احدكم يوم القيامة بشاة يحملها على رقبته لها يعار، فيقول: يا محمد، فاقول: لا املك لك شيئا قد بلغت ولا ياتي ببعير يحمله على رقبته له رغاء، فيقول: يا محمد، فاقول: لا املك لك من الله شيئا قد بلغت[20]."

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا‘ آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ قیامت کے دن مالکوں کے پاس جنہوں نے ان کا حق)زکوٰۃ (نہ ادا کیا کہ اس سے زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے)جیسے دنیا میں تھے (اور انہیں اپنے کھروں سے روندیں گے۔ بکریاں بھی اپنے ان مالکوں کے پاس جنہوں نے ان کے حق نہیں دیئے تھے پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہو کر آئیں گی اور انہیں اپنے کھروں سے روندیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ اسے پانی ہی پر)یعنی جہاں وہ چراگاہ میں چر رہی ہوں (دوہا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ وہ اپنی گردن پر ایک ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو چلا رہی ہو اور وہ)شخص (مجھ سے کہے کہ اے محمد)صلی اللہ علیہ وسلم !(مجھے عذاب سے بچایئے میں اسے یہ جواب دوں گا کہ تیرے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا)میرا کام پہنچانا تھا (سو میں نے پہنچا دیا۔ اسی طرح کوئی شخص اپنی گردن پر اونٹ لیے ہوئے قیامت کے دن نہ آئے کہ اونٹ چلا رہا ہو اور وہ خود مجھ سے فریاد کرے‘ اے محمد)صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !(مجھے بچایئے اور میں یہ جواب دے دوں کہ تیرے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا۔)اللہ کا حکم زکوٰۃ پہنچا دیا تھا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

زکوٰۃ کی ادائیگی کی صورتحال ان قبائل میں مجموعی طور پر کم ہے کیونکہ کچھ تو صاحب نصاب ہی نہیں ہوتے، بکریوں کی محدود تعداد تو ان کی اپنی ہوتی ہے جبکہ باقی بکریاں کسی دوسرے شخص کی ہوتی ہیں جن کو چرائی پر (اجرت / مزدوری پر کسی دوسرے کی بکریوں کو لینا) رکھتے ہیں اس سے انہیں کچھ رقم حاصل ہوتی ہے جس سے ان کی زندگی کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ جن قبائل کے پاس زیادہ تعداد میں بکریاں ہوتی ہیں اور وہ صاحب

[19] ردالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج3، ص202)

[20] داود راز، مولانا، فوائد و مسائل، تحت الحدیث، صحیح بخاری 1402

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

نصاب بھی ہوتے ہیں ان میں دو طرح کے طرز عمل نظر آتے ہیں ایک وہ طبقہ ہے جو زکٰوۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں، زکٰوۃ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اس کے مسائل سے آگاہ ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو زکٰوۃ ادا بھی نہیں کرتا اور نہ ہی اسکی ادائیگی کے مسائل سے مکمل طور پر واقف ہے، وہ اپنے آپ کو مالی طور پر کمزور اور غریب خیال کرتا ہے۔[21]

نماز اور زکوۃ کے بعد جس عبادت کے پورا کرنے کا حکم ہوا وہ روزہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بندہ مومن کا حلال چیز کو بھی مخصوص اوقات میں کھانے پینے سے اجتناب روزہ کہلاتا ہے۔ روزے کے بارے میں حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہے: "روزہ عبادت کا دروازہ ہے۔[22]
اِس ماہِ مُبارَک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس میں قراٰنِ پاک نازِل فرمایا ہے۔ چنانچہ پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 185 میں مقدس قراٰن میں خدائے رَحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالی شان ہے:

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُؕ-وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ-یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [23]

تَرجَمۂ کنزُالایمان: رَمضان کا مہینا، جس میں قراٰن اُترا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رَہنمائی اور فیصلے کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینا پائے ضرور اِس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو، تو اُتنے روزے اور دِنوں میں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دُشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بڑائی بولو اِس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

رمضان کے روزے رکھنے کا اہتمام

ان قبائل کی اکثریت رمضان کے روزوں کا اہتمام پوری طرح کرتی ہے۔ انٹرویو والے صاحب کا کہنا ہے کہ جب وہ سفر میں ہوتے ہیں تو پھر بعض اوقات پورا پورا دن افطار کے وقت تک بھی میلوں کا سفر روزے کے ساتھ ہی کرتے ہیں اور ایسا اکثر قبائل کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ یہ پیشہ تو ایسا ہی ہے کہ بکروال موسم کے مطابق گرمیوں میں ٹھنڈے علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں اور سردیوں میں واپس میدانی علاقوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ البتہ ان کا کہنا تھا کہ موسم گرما کے دوران اگر رمضان دیوسائی کے علاقہ میں ہو تو وہاں چونکہ جہاں درجہءِ حرارت 6 سے 8 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے مطلب اچھی خاصی ٹھنڈ ہوتی ہے تو وہاں روزے مشکل نہیں ہوتے، جب رمضان اس علاقے میں ہو تو بہت آسانی ہوتی ہے وہاں ریوڑ چرانے کے ساتھ روزے میں بھوک پیاس کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔ افطار میں عام طور پر بہت سادہ غذا کھجور کے ساتھ پانی شامل ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھار بکری کا دودھ استعمال کرتے ہیں۔[24]

[21] ذاتی انٹرویو (انٹرویو دہندہ، گورسی بکروال قبیلہ کی نوجوان شخصیت ہے 30 اپریل، 2024)،
[22] اَلْجَامِعُ الصَّغِیر ص۱۴۶ حدیث ۲۴۱۵
[23] البقرہ 185
[24] ذاتی انٹرویو، (انٹرویو دہندہ گجر بکروال قبیلہ کی نمائندہ شخصیت ہے 3 مئی، 2024)،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

روزہ بندہ مومن کے گناہوں کو مٹانے کا سبب بھی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: حضور پر نور، شافِعِ یومُ النشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان پر سرور ہے " پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ماہِ رَمضان اگلے ماہِ رَمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔[25]"

حج کی فرضیت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد،

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًاؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ [26] ترجمہ:اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ [27] ترجمۂ کنزالعرفان:اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو

حج کی تعریف:

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا۔اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔حج 9 ہجری میں فرض ہوا،اس کی فرضیت قطعی ہے،اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[28]

حج کے فضائل:

حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔[29]

حجِ فرض کے ترک پر سخت وعید ہے جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا"جو شخص زادِراہ اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعے وہ بیتُ اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی افسوس نہیں خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر [30]۔

حج اور عمرہ کی ادائیگی:

چونکہ یہ قبائل زیادہ تر مالی طور پر کمزور ہوتے ہیں،اس لئے حج اور عمرہ کی ادائیگی میں ان کی بہت کم تعداد ملتی ہے۔ان کی بہت کم تعداد صاحب نصاب ہوتی ہے۔انٹرویو میں بتایا گیا کہ ہماری کل دنیا یہ ریوڑ ہمارے خچر،گدھے اور کتے وغیرہ ہوتے ہیں۔ہم نے اپنے باپ دادا کو بھی انھی کے ساتھ زندگی گزارتے دیکھا ہے کوئی غمی کا موقع ہو یا خوشی ہم ان کو نہیں چھوڑ سکتے عید والے دن بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ایک فرد کا بتایا گیا کہ اس کی شادی کے موقع پر ولیمہ والے دن اس کے والد نے اس کو ریوڑ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ دولہا بنا شام تک بکریوں کو چراتا رہا۔

---

[25] الجامع الصحیح المسلم ص ۱۴۴ حدیث ۲۳۳

[26] آل عمران 97

[27] البقرہ۔196

[28] بہار شریعت، حصہ ششم، ۱/ ۱۰۳۶-۱۰۳۵،

[29] ترمذی،ج2،ص218،حدیث:810

[30] ترمذی،ج2،ص219،حدیث:812

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

الغرض ان کی کل کائنات ریوڑ ہی ہے۔ وہ ان کی دیکھ بھال ان کے چارے وغیرہ سے باہر نکل کر کسی اور طرف دھیان ہی نہیں دے سکتے۔[31]

قربانی کی فرضیت واہمیت:

خصوصی جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اوس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ(۲) [32] "تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔" حدیث مبارکہ میں قربانی کی فضیلیت ان الفاظ میں بیان ہوئی، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے:

قربانی کے دن اللہ کو قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لایا جائے گا۔ نیز فرمایا: قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے للہ تعالیٰ کے یہاں سند قبولیت حاصل کر لیتا ہے، اس لیے تم قربانی خوش دلی سے کیا کرو[33]۔

قربانی کا عمل بہت ہی زیادہ اجر وثواب کا حامل ہے۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا: تمہارے باپ اِبراہیم علیہ السلام کا طریقہ (یعنی اُن کی سنت) ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ پھر اس میں ہمارے لیے کیا (اجر وثواب) ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ عرض کیا گیا کہ (دُنبہ وَغیرہ اگر ذبح کریں تو اُن کی) اُون (میں کیا ثواب ہے؟) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی[34]۔

قربانی کے دن سب سے افضل عمل قربانی کرنا ہے،

حضرت اِبن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عید الاضحی کے دِن اِرشاد فرمایا: آج کے دِن کسی آدمی نے خون بہانے سے ((یعنی قربانی کرنے سے) زیادَہ فضیلیت والا عمل نہیں ہے[35]۔

قربانی

قربانی جیسے فریضہ کو انجام دینے میں ان قبائل کا رویہ مثبت ہے۔ زیادہ قبائل وہ ہیں جو قربانی کرنے کا شوق اور لگن بھی رکھتے ہیں اور قربانی کرتے بھی ہیں۔ البتہ ان کے وہ قافلے جو ہجرت کر رہے ہوتے ہیں اور سفر میں ہوتے ہیں تو اس دوران اگر قربانی کے ایام آجائیں تو پھر ان کے لئے مشکلات ہوتی

---

[31] ذاتی انٹرویو (انٹرویو، گجر بکروال خاندان کے سرکردہ رہنما سے لیا گیا) 20 مئی 2024،

[32] الکوثر: 2

[33] مشکوٰۃ شریف، ص 128 باب الاضحیہ

[34] سنن ابن ماجة، ط: دار الرسالة العالمية. الطبعة الأولى، 1430ھ 2009م. أبواب الأضاحي، باب ثواب الأضحية، 4/305، 3127

[35] مجمع الزوائد، کتاب الاضاحی، باب فضل الاضحیہ، جلد: 4، صفحہ: 5، حدیث: 5939

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ہیں کہ یہ کس طرح قربانی کے سارے انتظامات کریں، مثلاً جنگل بیابان میں ہوں جہاں آس پاس کوئی آبادی نہیں تو قربانی کرنے کے لوازمات بھی میسر نہیں تو پھر کیسے جانور ذبح کریں، گوشت کس طرح تقسیم کریں، خود کھانے پکانے کا انتظام کیسے ہو۔ تب ایسے حالات میں یہ قربانی نہیں کرتے۔[36]

لین دین کے معاملات:

زندہ رہنے کے لئے انسان کی بنیادی ضروریات غذا، لباس رہائش کے حصول کے لئے روپیہ پیسہ کا ہونا ضروری ہے یا ایسے وسائل ہوں جن سے انسان زندگی کی ان ضروریات کو پورا کر سکے۔ قرآن کریم میں نہ صرف محنت کرنے کی ترغیب دلائی گئی بلکہ حوصلہ افزائی ان الفاظ میں کی ہے، ارشاد ہوا،

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ[37]

"اور پھر جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور پھر اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو"۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں روزگار کی تگ و دو کرنا اور حلال رزق کی تلاش کو فرض بتایا گیا حضرت، محمدِ عَرَبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ[38] یعنی حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔ رزق کمانے اور مزدوری کرنے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حلال طریقے سے کمائی کی جائے اور حرام سے بچا جائے۔

ان قبائل کے روزگار کا انحصار اپنے ریوڑ پر ہوتا ہے۔ جس میں جانور، ان کا گوشت، اون، چمڑا وغیرہ فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ ریوڑ جا رہا ہو تو کسی کو کوئی بکرا یا بکری پسند آئے تو وہیں خرید و فروخت کے معاملات طے ہو جاتے ہیں۔ گوشت کی فراہمی کے لئے جانور مہیا کرنے میں ان قبائل کا اہم کردار ہے جو یہ اپنے پیشے سے پورا کرتے ہیں۔ یہ قبائل لین دین کے معاملات میں دیانت دار ہوتے ہیں۔ یہ لین دین کے معاملے میں سچے ہوتے ہیں۔ جھوٹ اور دھوکہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اگر کسی اور کے ریوڑ کا کوئی جانور ان کے پاس آجائے تو خواہ وہ سالوں ان کے پاس رہے لیکن جب اصل مالک مل جائے تو یہ واپس بھی کرتے ہیں، اور بعض اوقات اگر بکری ہو تو اس کے بچوں سمیت مالک کو واپس کرتے ہیں۔[39]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو بیچنے، خریدنے اور مطالبہ کرنے میں نرمی اور فراخ دلی سے کام لے۔[40] حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نفع کمانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو بیع تم کرتے ہو، اس میں اگر دونوں فریق خوش ہوں اور کسی قسم کی دھوکہ دہی نہ ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے[41]۔

حدیثِ پاک میں ہے: سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔[42]

---

[36] ذاتی انٹرویو (3جون 2024)،

[37] سورہ الجمعہ 10

[38] شعب الایمان، 11/175، حدیث 8367

[39] ذاتی انٹرویو (انٹرویو دہندہ ایک بزرگ بکروال ہے 24جون 2024)

[40] الجامع الصحیح البخاری: 2076

[41] الجامع الصحیح المسلم: 1532

[42] ترمذی، ج3، ص5، حدیث: 1213

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

خلاصہ بحث

انسانی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے انسان کی تگ ودو منزل کا راستہ متعین کرتی ہے اسی طرح ایک مسلمان کی زندگی اپنے خالق ومالک کو پہچاننے اور اس کی رضا کے مقصد کے حصول میں بسر ہوتی ہے، اس مقصد کو پانے کے لئے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر اپنی زندگی کو گزارے تو وہ اپنی پیدائش کا حقیقی مقصد پا سکتا ہے۔ اس کے لئے دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ ان عبادات کو جو فرض واجب یا سنت ہیں، ادا کر کے بندہ ہونے کا حق ادا کر سکتا ہے۔ گجر بکروال قبائل بہت سادہ اور قدیم تہذیب کے حامل قبائل ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمان ہے۔ عقائد اسلام اور ارکان اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کی اکثریت دینی اور دنیاوی تعلیم کے باقاعدہ حصول میں باقی قبائل کی نسبت کافی پیچھے ہے جس کی بنیادی وجہ ان کا مستقل ٹھکانہ نہ ہونا اور مہاجرت کے مسائل جس کی وجہ سے انہیں باقاعدہ تعلیم اور تعلیم کی دستیاب سہولیات سے کماحقہ استفادہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ ان قبائل کی اکثریت نماز روزہ کے بارے میں اپنے بڑوں سے یا کسی مذہبی رہنما، کسی عالم دین سے کسی نہ کسی شکل میں سیکھ لیتے ہیں اور وہی نسل در نسل آگے منتقل ہوتا رہتا ہے۔ جن کی باقاعدہ رہائش ہو وہ اپنے آس پاس واقع مسجد میں جاتے ہیں اور دینی تعلیم کے لئے مدرسہ میں بچوں کو بجھواتے ہیں چونکہ ان قبائل کی اکثریت مالی طور پر اتنی مستحکم نہیں ہے تو نماز پنجگانہ کی ادائیگی، رمضان کے روزوں کے علاوہ دیگر مالی عبادات میں کافی کمزور ہیں۔ ان کے محدود وسائل اور بمشکل روزی روٹی کو پورا کرنے کی جدوجہد میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کی ساری جدوجہد اپنے ریوڑ کو چرانے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ہوتی ہے۔